نماز چھوڑنے والے کا حکم

تالیف

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین

رحمہ اللہ

ترجمہ

شعبہ ترجمہ، برائے جالیات

اردو ۰۳۰۱۱۱۰

مکتب تعاونی برائے دعوت وارشاد سلی

ٹیلیفون: ۲۴۱۰۶۱۵ فیکس: ۲۴۱۱۷۳۳ ص ب: ۱۴۱۹ ریاض: ۱۱۴۳۱

حکم تارک الصلاۃ

نماز چھوڑنے والے کا حکم

تالیف

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین

ترجمہ:

ابوشعیب عبدالکریم عبدالسلام مدنی

نظر ثانی:

آفتاب عالم محمد انس مدنی

قطب اللہ محمد اثری

طبع ونشر:

مکتب تعاونی برائے دعوت وارشاد سُلی - ریاض

☏ : ۲۴۱۰۶۱۵-۲۴۱۴۴۸۸/۰۱ فیکس : ۲۴۱۱۷۳۳/۰۱

ⓒ المكتب التعاوني للدعوة والارشاد بالسلي ، ١٤٣٠هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

ابن عثيمين ، محمد بن صالح
حكم تارك الصلاة - اردو. / محمد بن صالح ابن عثيمين .- الرياض ، ١٤٣٠هـ

٧٢ ص ١٧ سم

ردمك: ٦-١-٠-٤٨-٨٠٤٨-٦٠٣-٩٧٨

١- الصلاة ٢- الفتاوى الشرعية أ. العنوان

ديوي ٢٥٢,٥ ١٤٣٠/٢١٩٠

رقم الإيداع: ١٤٣٠/٢١٩٠
ردمك: ٦-١-٠-٤٨-٨٠٤٨-٦٠٣-٩٧٨

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لئے ہیں، ہم اسی کی حمد وثنا بیان کرتے ہیں، اسی سے مدد مانگتے ہیں، اسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں، اور اسی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اور ہم اپنے نفسوں اور اپنے اعمال کی برائی سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا، اور جسے گمراہ کرنا چاہے اسے کوئی راہ یاب نہیں کرسکتا، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں جو تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اللہ کی رحمت نازل ہو آپ ﷺ پر اور آپ کے آل واصحاب پر، نیز تا قیامت ان لوگوں پر جنہوں نے اچھے ڈھنگ سے آپ ﷺ کی اور آپ کے اصحاب کی اتباع وپیروی کی، حمد وصلوۃ

کے بعد:

دور حاضر میں بہت سارے مسلمان ایسے ہیں جنہوں نے نماز کو حقیر سمجھ رکھا ہے، اور اسے ضائع کر دیا ہے، یہاں تک کہ بعض حضرات نے غیر ضروری و بے وقعت سمجھ کر اسے مطلقا چھوڑ دیا ہے۔

اور جب یہ مسئلہ ان عظیم ترین مسائل میں سے ایک ہے جس میں آج لوگ مبتلا ہیں، اور قدیم وجدید کے علماء امت اور ائمہ کرام نے اس میں اختلاف کیا ہے تو میری خواہش ہوئی کہ جس قدر میسر ہو سکے اس موضوع پر خامہ فرسائی کروں اور یہ کتاب دو فصلوں پر مشتمل ہے۔

پہلی فصل: نماز چھوڑنے والے کا حکم کے بیان میں۔

دوسری فصل: نماز چھوڑنے سے مرتد ہونے پر

مرتب ہونے پر جو احکام لاگو ہوتے ہیں اس کے بیان میں۔

اللہ تعالی سے اس بات کے خواستگار ہیں کہ وہ ہمیں درست بات لکھنے کی توفیق سے نوازے، آمین۔

☆☆☆☆☆

پہلی فصل

☆نماز چھوڑنے والے کا حکم☆

بیشک یہ مسئلہ عظیم علمی مسائل میں سے ایک ہے، اور اس میں قدیم وجدید دور علماء میں اختلاف رہا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: نماز چھوڑنے والا کافر ہے، اور مذہب اسلام سے خارج ہے، اگر وہ توبہ کر کے دوبارہ نماز نہیں پڑھتا تو اسے قتل کیا جائے گا۔

ابو حنیفہ، مالک، شافعی رحمۃ اللہ علیہم کہتے ہیں کہ ایسا شخص فاسق ہے، اور اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی، پھر ان کے درمیان اس بات میں اختلاف ہوا کہ آیا اسے حد کے طور پر قتل کیا جائے گا یا بطور سزا قتل کیا جائے گا۔

امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں: اسے حد

کے طور پر قتل کیا جائے گا۔اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اسے تعزیراً سزا دی جائے گی قتل نہیں کیا جائے گا۔

جب مذکورہ مسئلہ اختلافی مسائل میں سے ہے تو اسے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف لوٹانا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ﴾

''اور جس چیز میں تمہارا اختلاف ہو اس کا فیصلہ اللہ تعالی ہی کی طرف ہے''۔[الشوریٰ:۱۰].

ایک اور جگہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴾

''پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ اللہ تعالی

کی طرف اور رسول کی طرف، اگر تمہیں اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے یہ بہت بہتر ہے، اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے"۔[النساء:۵۹].

واضح رہے کہ اختلاف کرنے والوں میں سے ایک کا قول دوسرے پر حجت نہیں ہوسکتا کیونکہ ہر ایک کی سوچ یہی ہے کہ وہی حق پر ہے، اور ایسا بھی نہیں ہے کہ ان میں سے کسی ایک کا قول دوسرے کے بالمقابل قبولیت کے زیادہ لائق ہو، لہذا ایسی صورت حال میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔

اور جب ہم نے اس اختلاف کو کتاب وسنت کے میزان میں وزن کیا تو ہمیں پتہ چلا کہ قرآن وحدیث دونوں ہی نماز چھوڑنے والے کے کفر اکبر پر دلالت کرتی ہیں جس کی وجہ سے ایک شخص ملت اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔

تارک صلاۃ کے ملت اسلام سے خارج ہونے کی قرآنی دلیلیں:

اللہ تعالیٰ سورۃ توبہ میں فرماتا ہے:

﴿فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكوٰةَ فَإِخْوَانُكُم فِى الدِّيْنِ﴾

"اب بھی اگر یہ توبہ کر لیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوۃ دیتے رہیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں"۔

[التوبہ:۱۱]

اور سورۃ مریم میں فرمایا:

﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا☆ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولٰئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا﴾

''پھر ان کے بعد ایسے نا خلف پیدا ہوئے کہ انہوں نے نماز ضائع کر دی، اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے، سو ان کا نقصان ان کے آگے آئے گا، مگر وہ لوگ جو توبہ کر لیں اور ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں ایسے لوگ جنت میں جائیں گے، اور ان کی ذرا سی بھی حق تلفی نہ کی جائے گی،،۔[التوبہ:۵۹-۶۰].

پس دوسری آیت یعنی سورۂ مریم کی آیت سے اس طور پر دلیل پکڑی گئی ہے کہ اللہ تعالی نے نماز چھوڑنے والوں اور خواہشات نفس کی پیروی کرنے والوں کے بارے میں فرمایا: ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ﴾ ''مگر وہ لوگ جو توبہ کر لیں، اور ایمان لے آئیں'' لہذا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ لوگ نماز چھوڑنے اور خواہشات نفس کی اتباع کرتے وقت مومن نہیں تھے۔

اور پہلی آیت (سورۂ توبہ کی آیت) سے اس طور پر دلیل پکڑی گئی ہے کہ اللہ تعالی نے ہمارے اور مشرکین کے درمیان بھائی چارگی ثابت کرنے کے لئے تین شرطیں لگائی ہیں۔

۱۔ شرک سے توبہ کرنا۔

۲۔ نماز قائم کرنا۔

۳۔ زکوۃ دینا۔

پس اگر شرک سے تائب تو ہوئے مگر نہ نماز قائم کی اور نہ زکوۃ ادا کی تو وہ ہمارے بھائی نہیں بن سکتے۔

اور اگر نماز قائم کی پر زکوۃ ادا نہ کی تب بھی وہ ہمارے بھائی نہیں بن سکتے، اور دینی بھائی چارگی کی نفی اسی صورت میں ہوتی ہے جب انسان کامل طور پر دین سے نکل جائے جیسا کہ فسق فجور اور کفر اصغر کی صورت میں دینی بھائی چارگی

ختم نہیں ہوتی ہے۔

کیا تم اللہ تعالی کے اس قول کو نہیں دیکھ رہے ہو جو آیت قصاص میں وارد ہے:

﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ﴾

''ہاں جس کسی کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی دیدی جائے اسے بھلائی کی اتباع کرنی چاہیے ، اور آسانی کے ساتھ دیت ادا کردینی چاہیے''۔[البقرہ:۱۷۸].

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں جان بوجھ کر قتل کرنے والے شخص کو مقتول کا بھائی قرار دیا ہے جب کہ جان بوجھ کر قتل کرنا عظیم ترین گناہوں میں سے ایک ہے کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ

خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ﴾

''اور جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے، اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔[النساء:۹۳].

پھر تم اللہ تعالی کے اس قول کو نہیں دیکھتے جو مومنوں کی دو جماعتوں کے بارے میں وارد ہے جب کہ وہ آپس میں لڑ پڑیں:

﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللّٰهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ☆

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾

''اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل ملاپ کرا دیا کرو، پھر اگر ان دونوں میں سے ایک جماعت دوسری پر زیادتی کرے تو تم سب اس گروہ سے جو زیادتی کرتا ہے لڑو، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، اگر لوٹ آئے تو پھر انصاف کے ساتھ صلح کرا دو، اور عدل کرو بیشک اللہ تعالی عدل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے، (یاد رکھو) سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں، پس اپنے بھائیوں میں ملاپ کرا دیا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ [سورۂ حجرات: ۹-۱۰].

صلح کرانے والی اور قتال کرنے والی دو جماعتوں کے درمیان اللہ تعالی نے اخوت کو ثابت کیا ہے جب کہ مومن سے قتال کرنا کفر ہے، جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے

جسے امام بخاری وغیرہ نے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

" سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ "

"مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے قتال کرنا کفر ہے" [بخاری: کتاب الإیمان باب خوف المومن من أن یحبط عملہ (۴۶) مسلم: کتاب الإیمان باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سباب المسلم فسوق (۹۷)]۔

لیکن یہ ایسا کفر ہے جو ملت اسلام سے خارج نہیں کرتا ہے کیونکہ اگر ملت سے خارج کر دیتا تو اس کے ساتھ ایمانی اخوت بھی ختم ہو جاتی، اور آپس میں قتال کرنے کے باوجود آیت کریمہ ایمانی اخوت کے باقی رہنے پر دلالت کر رہی ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ نماز چھوڑنا ایسا کفر ہے جو ملت

سے خارج کر دیتا ہے اس لئے کہ اگر نماز چھوڑنا فسق یا کفر اصغر کے قبیل سے ہوتا تو اس سے دینی اخوت کی نفی نہ ہوتی جیسا کہ مومن کے قتل اور اس سے قتال کرنے کی صورت میں بھائی چارگی کی نفی نہیں ہوتی ہے۔

پس اگر کوئی اعتراض کرے کہ کیا آپ زکوۃ ادا نہ کرنے والے کے کافر ہونے کے قائل ہیں جیسا کہ آیت کا مفہوم اس کے کفر پر دلالت کرتا ہے؟

تو ہم جواب دیں گے کہ بعض اہل علم زکوٰۃ نہ دینے والے کو کافر سمجھتے ہیں اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی دو روایتوں میں سے ایک روایت یہی ہے۔

لیکن ہمارے نزدیک راجح یہ ہے کہ اسے کافر قرار نہیں دیا جائے گا، البتہ اسے سخت سزا دی جائے گی جس کا ذکر اللہ تعالی نے اپنی کتاب اور اس کے رسول نے اپنی

سنت میں کیا ہے، اور ان میں سے ایک وہ سزا ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وارد ہے، اور اس حدیث کے آخر میں ہے یہ ٹکڑا ہے: "ثُمَّ یَرَی سَبِیلَهُ إِمَّا إِلَی الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَی النَّارِ"

''پھر وہ اپنا راستہ دیکھ لے گا، جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف''۔[مسلم: کتاب الزکاۃ، باب اِثم مانع الزکاۃ (۱۶۴۸)]۔

اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ "بَابُ إِثْمِ مَانِعِ الزَّکوٰۃِ" ''زکوۃ نہ دینے والے کے گناہ کا باب'' کے تحت مکمل حدیث ذکر کی ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسے کافر قرار نہیں دیا جائے گا اس لئے کہ اگر وہ کافر ہو جاتا تو اس کے لئے جنت کی طرف جانے کا راستہ ہی نہ ہوتا۔ لہذا اس حدیث کا منطوق (۱) آیت توبہ کے مفہوم (۲) پر مقدم ہو گا

(۱) منطوق: محل نطق میں لفظ کی دلالت سے قطعی طور پر سمجھی جانے والی چیز کو منطوق کہتے ہیں۔

(۲) مفہوم: محل نطق کے علاوہ میں لفظ سے سمجھی جانے والی چیز کو مفہوم کہتے ہیں [الأحکام (۳/۶۶)]۔

کیونکہ منطوق، مفہوم پر مقدم ہوتا ہے جیسا کہ اصول فقہ میں یہ چیز معروف ہے۔

تارک صلاۃ کے ملت سے خارج ہونے کی دوسری دلیل احادیث کی روشنی میں

۱۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الایمان میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت سے حدیث ذکر کی ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا:

''إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ''

''بے شک آدمی اور شرک وکفر کے درمیان (حد فاصل) نماز کا چھوڑنا ہے''۔[مسلم: کتاب الإیمان، باب بیان اسم اطلاق الکفر (۱۱۶)]

۲۔ بریدہ بن الحصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اَلْعَهْدُ الَّذِیْ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمُ الصَّلَاةُ، فَمَنْ تَرَکَهَا فَقَدْ کَفَرَ"

" وہ (فرق) کرنے والا عہد جو ہمارے اور کافروں کے درمیان ہے نماز ہے پس جس نے نماز چھوڑ دی وہ کافر ہوگیا" ۔[سنن ترمذی (۲۵۴۵) سنن نسائی (۴۵۹) سنن ابن ماجہ (۱۰۶۹) مسند احمد بن حنبل (۲۱۸۵۹)].

اور کفر سے یہاں وہ کفر مراد ہے جو ملت اسلام سے خارج کر دیتا ہے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز کو مومنوں اور کافروں کے درمیان حد فاصل بنایا ہے اور یہ بات واضح ہے کہ مذہب کفر، مذہب اسلام کے علاوہ ہے، پس جس نے اس عہد کی پاسداری نہ کی اس کا شمار کافروں میں ہوگا۔

۳۔ اور صحیح مسلم میں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے

روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”سَتَكُونُ أُمَرَاءُ فَتَعْرِفُونَ وَتُنْكِرُونَ فَمَنْ عَرَفَ بَرِیءَ وَمَنْ أَنْكَرَ سَلِمَ وَلٰكِنْ مَنْ رَضِیَ وَتَابَعَ قَالُوا أَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ ؟ قَالَ: لَا مَا صَلَّوْا “

”عنقریب ایسے لوگ حکمراں بنائے جائیں گے جن کے (کچھ کاموں کو) تم پسند کرو گے اور کچھ کو ناپسند، پس جس نے (ان کے برے کاموں کو) برا سمجھا وہ بری ہو گیا، اور جس نے انکار کیا (نقد کیا) وہ بچ گیا، لیکن جو راضی ہوا اور ان کی پیروی کی (وہ ہلاک ہو گیا) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم ایسے حکمرانوں سے قتال نہ کریں؟ آپ نے فرمایا نہیں جب تک وہ تمہارے اندر نماز کو قائم رکھیں“۔ [مسلم: کتاب الإمارة، باب وجوب الإنكار علی الأمراء (۳۴۴۵)]۔

۴۔ صحیح مسلم ہی میں عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" خِيَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ وَيُصَلُّونَ عَلَيْكُمْ وَتُصَلُّونَ عَلَيْهِمْ وَشِرَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ وَتَلْعَنُونَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا نُنَابِذُهُمْ بِالسَّيْفِ؟ قَالَ: لَا مَا أَقَامُوا فِيكُمُ الصَّلَاةَ "

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "تمہارے بہترین حکمراں وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں، تم ان کے حق میں دعاء خیر کرو وہ تمہارے حق میں دعاء خیر کریں۔ اور تمہارے بدترین حکمراں وہ ہیں جن کو تم نا پسند کرو اور وہ تمہیں نا پسند کریں تم ان پر لعنت کرو وہ تم پر

لعنت کریں، آپ ﷺ سے پوچھا گیا اے اللہ کے رسول ! کیا ہم ان کی بیعت توڑ کر ان کے خلاف بغاوت نہ کریں؟ آپ نے فرمایا: نہیں جب تک وہ تمہارے درمیان نماز قائم کرتے رہیں"۔[مسلم: کتاب الإمارة، باب خیار الأئمة وشرارھم (۳۴۴۷)]۔

آخر کی ان دونوں حدیثوں میں حکمرانوں کی بیعت توڑنے اور اور ان سے بذریعہ تلوار قتال کرنے کی دلیل موجود ہے اگر وہ نماز نہ قائم کریں، اور حکمرانوں کی بیعت توڑنا، اور ان سے قتال کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک کہ وہ کفر صریح کا ارتکاب نہ کریں جس پر ہمارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل ہے، عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جس میں وہ بیان فرماتے ہیں، ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بلایا تو ہم نے آپ سے بیعت کی، ہم نے اس بات پر بیعت کی کہ ہم تنگی اور آسانی میں، خوشی اور

ناگواری (ہر حالت) میں سنیں گے اور فرمانبرداری کریں گے خواہ ہم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے، اور اس بات پر کہ ہم اقتدار کے معاملے میں مسلمان حکمرانوں سے نہ لڑیں، مگر یہ کہ ان میں تم کفر صریح دیکھو جس پر تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل ہو، یعنی قرآنی آیت یا صحیح حدیث ہو [بخاری: کتاب الفتن، باب قول النبی ﷺ سترون بعدی أمورا تنکرونہا (٦٥٣٢) مسلم: کتاب الإمارۃ، باب وجوب طاعۃ الأمراء (٣٤٢٧)].

تو ان کے نماز چھوڑ دینے پر ان کی بیعت توڑنے اور ان سے بذریعۂ تلوار قتال کرنے کو موقوف قرار دیا ہے اور اس مسئلہ میں اللہ کی جانب سے ہماری یہی دلیل ہے۔

اور کتاب وسنت میں یہ کہیں نہیں آیا ہے کہ نماز چھوڑنے والا کافر نہیں ہے یا وہ مومن ہے، ہاں ایسے نصوص وارد ہیں جو توحید (اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی

حقیقی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں) کی فضیلت اور اس کے ثواب پر دلالت کرتے ہیں۔اور وہ بذات خود نص میں پائے جانے والے قیود سے مقید ہیں جس کے ساتھ نماز کا ترک ممتنع ہے، یا بعض خاص حالات کے متعلق وارد ہیں جس میں نماز چھوڑنے پر انسان معذور سمجھا جائے گا کیونکہ نماز چھوڑنے والے کے کفر کی دلیلیں خاص ہیں اور خاص عام پر مقدم ہوتا ہے۔

اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کیا یہ ممکن نہیں کہ نماز چھوڑنے والے کے کفر پر دلالت کرنے والے نصوص کو اس شخص پر محمول کیا جائے جو نماز کے وجوب کا منکر ہو؟

تو اس کا جواب ہم یہ دیں گے کہ یہ جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں دو ممنوع چیزیں لازم آئیں گی۔

۱۔ شارع نے جس وصف کا اعتبار کیا ہے

اور جس پر حکم معلق کیا ہے اس کا لغو کرنا لازم آئے گا۔

کیونکہ شارع نے حکمِ کفر کو ترک صلاۃ پر معلق کیا ہے نہ کہ اس کے انکار پر۔ اور دینی اخوت کو نماز کے قیام کی بنیاد پر مرتب کیا ہے نہ کہ وجوبِ نماز کے اقرار کی بنیاد پر اس لئے اللہ تعالی نے یہ نہیں کہا: ''فَإِنْ تَابُوْ وَأَقَرُّوْا بِوُجُوْبِ الصَّلَاۃِ'' ''کہ اگر وہ توبہ کر لیں اور وجوب نماز کا اقرار کر لیں'' اور نہ نبی ﷺ نے یہ کہا: آدمی اور شرک وکفر کے درمیان (حد فاصل) وجوب نماز کا انکار کرنا ہے، یا وہ عہد جو ہمارے اور مشرکین کے درمیان ہے وہ وجوبِ نماز کا اقرار کرنا ہے پس جس نے اس کے وجوب کا انکار کیا اس نے کفر کیا۔

اگر یہی اللہ اور اس کے رسول کی مراد ہوتی تو اس سے عدول کرنا اس بیان کے خلاف ہوتا جسے قرآن لایا ہے،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾

''اور ہم نے تجھ پر یہ کتاب نازل فرمائی ہے جس میں ہر چیز کا شافی بیان ہے''۔[النحل:۸۹].

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مخاطب کر کے فرمایا:

﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾

''اور ہم نے تیری طرف یہ ذکر (کتاب) اتارا ہے تا کہ لوگوں کی جانب جو نازل کیا گیا ہے اسے تو کھول کھول کر بیان کر دے شاید کہ وہ غور وفکر کریں''۔[النحل (۴۴)].

۲۔ ایسے وصف کا اعتبار کرنا جس پر شارع نے حکم کو معلق نہ کیا ہو۔

کیونکہ پانچوں نمازوں کے وجوب کا انکار اس شخص

کے کفر کا موجب ہے جس کے جہل کا عذر مقبول نہ ہو، خواہ اس نے نماز پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو۔

پس اگر کسی شخص نے پانچ وقت کی نمازیں پڑھیں اور اس کے تمام معتبر شروط، واجبات، اور مستحبات کو بجالایا لیکن کسی عذر کے بغیر وجوب نماز کا انکار کیا تو باوجود اس کے کہ اس نے نماز نہیں چھوڑی پھر بھی وہ کافر ہوگا۔

لہذا اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ نصوص کو اس شخص پر محمول کرنا صحیح نہیں ہے جو نماز کے وجوب کا انکار کرتے ہوئے چھوڑ دے۔ اور حق یہی ہے کہ تارکِ نماز کافر ہے اور یہ ایسا کفر ہے جو اسے ملت سے خارج کر دیتا ہے۔ جیسا کہ یہ بات سنن ابن ابی حاتم میں صراحت کے ساتھ وارد ہے، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں، ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی، فرمایا:

”لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَتْرُكُوا الصَّلَاةَ عَمَدًا فَمَنْ تَرَكَهَا عَمَدًا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّةِ“

”تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑو، کیونکہ جس نے نماز جان بوجھ کر چھوڑ دی وہ مذہب سے نکل گیا“۔

اور اگر اسے ہم نماز کے عدم انکار پر محمول کریں تو نصوص میں نماز کو خاص کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اس لئے کہ یہ حکم زکوۃ، روزہ اور حج سب میں عام ہے تو جس نے ان میں سے کسی ایک کو اس کے وجوب کا انکار کرتے ہوئے چھوڑا کافر ہو جائے گا، بشرطیکہ جہل (عدم معرفت) کی بنیاد پر اسے معذور نہ سمجھا گیا ہو۔

اور تارک صلاۃ کا کفر جس طرح سماعی اور نقلی دلیل سے ثابت ہے ٹھیک عقلی اور نظری دلیل سے بھی میل کھاتا

ہے۔

پس نماز جو دین کا ستون ہے اسے ترک کرنے سے کسی شخص کا ایمان کیونکر سلامت رہ سکتا ہے، اور جس کی ادائیگی کی ترغیب میں وارد دلیلیں ہر عاقل مومن سے اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ اسے قائم کرے، اور اس کی ادائیگی میں سبقت کرے، اور اس کے ترک پر وعید وارد ہے جو ہر عاقل مومن سے اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ ترک نماز اور اس کے ضائع کرنے سے بچے، لہذا اس مقتضی کے قیام کے باوجود نماز چھوڑ دینا، تارک نماز کے ایمان کو باقی نہیں چھوڑتا۔

اور اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے: کیا اس بات کا احتمال نہیں ہے کہ تارک صلاۃ کے کفر سے کفر نعمت مراد ہو نہ کہ کفر ملت؟ یا یہ کہ اس سے کفر اصغر مراد ہو نہ کہ کفر اکبر؟!

تو اس صورت میں آپ ﷺ کے اس قول کی طرح ہو جائے گا جس میں آپ نے فرمایا ہے:

" اِثْنَتَانِ بِالنَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ : الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ"

''دو چیزیں لوگوں میں ایسی ہیں جو ان کے کفر کا باعث ہیں نسب میں طعن کرنا اور میت پر بین کرنا''۔

[مسلم: کتاب الإیمان، باب اطلاق اسم الکفر علی الطعن فی النسب (١٠٠)]۔

اور نبی ﷺ کا قول: "سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ"

''مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے قتال کرنا کفر ہے'' [بخاری: کتاب الإیمان، باب خوف المؤمن من أن یحبط عملہ (۴٦) مسلم: کتاب الإیمان، باب قول النبی ﷺ سباب المسلم فسوق (٩٧)]۔ اور اس جیسی دیگر حدیثیں۔

تو ہم کہیں گے: یہ احتمال اور یہ نظریہ وفکر چند وجوہ کی

بنیاد پر صحیح نہیں ہے۔

۱۔ نبی ﷺ نے کفر وایمان، اور مومن و کافر کے درمیان نماز کو حد فاصل قرار دیا ہے۔

اور حد محدود کی تمیز کرتی ہے اور اسے دوسرے سے الگ کرتی ہے پس الگ الگ محدود ایک دوسرے میں میں داخل نہیں ہو سکتے۔

۲۔ بیشک نماز اسلام کا ایک رکن ہے، اور تارک نماز کو کفر کے ساتھ متصف کرنا اس بات کا متقاضی ہے کہ یہ ایسا کفر ہے جو مذہب اسلام سے نکال دیتا ہے، کیونکہ اس نے اسلام کے ایک رکن کو منہدم کر دیا، برخلاف اس شخص کے جس پر کسی کفریہ عمل کے پیش نظر کافر کہا جائے۔

۳۔ یہاں کچھ ایسے بھی نصوص ہیں جو تارک نماز کے ملت سے خارج کر دینے والے کفر پر دلالت کرتے

ہیں۔

لہذا کفر کو اسی پر محمول کرنا واجب ہے جس پر نصوص دلالت کرتے ہوں تاکہ نصوص باہم متفق ہو جائیں۔

(۴) کفر کی تعبیر میں فرق

نماز چھوڑنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ"

"آدمی اور شرک وکفر کے درمیان یعنی الف لام کے ذریعہ تعبیر کی جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کفر سے حقیقی کفر مراد ہے، برخلاف اس کے جب کفر کو نکرہ یعنی بغیر الف لام کے یا کلمۂ کفر کو فعل یعنی کفر کے ذریعہ استعمال کیا جائے تو یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ کفر میں سے ہے، یا اس سے مراد اس کام میں اس نے کفر کیا اور یہ کفر مطلق نہیں جو اسلام سے خارج کردے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (اپنی) کتاب اقتضاء الصراط المستقیم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول " اثْنَتَانِ بِالنَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ " کے متعلق کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول " هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ " یعنی یہ دونوں خصلتیں کفر ہیں جو لوگوں کے ساتھ قائم ہیں، تو بذات خود یہ دونوں خصلتیں کفر ہیں کیونکہ یہ دونوں کفر کے کاموں میں سے ہیں، اور یہ دونوں لوگوں کے ساتھ قائم بھی ہیں، لیکن ہر وہ شخص جس کے ساتھ کفر کی شاخوں میں سے کوئی شاخ قائم ہو اور اس کے ذریعہ وہ مطلق کافر ہو جائے ایسا نہیں ہے یہاں تک کہ کفر کی حقیقت اس کے ساتھ جڑ جائے، جیسے ایمان کی شاخوں میں سے کسی ایک شاخ پر عمل کرنے والا مومن نہیں بن جاتا تا وقتیکہ وہ اصل ایمان اور اس کی حقیقت سے متصف نہ ہو جائے، اور وہ کفر جو معرف باللام ہو (الْكُفْرُ)

جیسا کہ نبی ﷺ کے فرمان "لَيسَ بَينَ الرَّجُلِ وَبَينَ الكُفرِ أَوِ الشِّرْكِ إِلَّا تَرْكُ الصَّلَاةِ " میں ہے اور اس کفر کے درمیان جونکرہ (كُفْرٌ) استعمال کیا گیا ہو حکم ثابت کرنے میں فرق ہے۔ [اقتضاء الصراط المستقیم،ص:(٧٠) الطبعة :السنة المحمدية]۔

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ بلا عذر نماز چھوڑ دینے والا مذکورہ دلائل کی بنیاد پر کافر ہے، ایسا کفر جو اسے ملت سے خارج کر دیتا ہے تو درست وہی ہے جس کی طرف امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ گئے ہیں اور یہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول ہے جیسا کہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالی کے اس قول:

﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِ هِمْ خَلْفٌ أَضَاعُو الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُو الشَّهَوَات﴾[المريم:٥٩]. "پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ انہوں نے نماز ضائع کر دی اور نفسانی

خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے'' کی تفسیر کرتے ہوئے ذکر کیا ہے۔[تفسیر ابن کثیر (۵/۲۴۳) درار طیبہ للنشر والتوزیع الطبعۃ الثانیہ].

اور ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے (کتاب الصلاۃ) میں ذکر کیا ہے کہ مذہب شافعی کے اندر یہ دو وجہوں میں سے ایک وجہ ہے، اور یہی امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔

اور اسی کے قائل تمام صحابہ ہیں، بلکہ ایک سے زائد حضرات نے اس پر صحابۂ کرام کا اجماع بھی نقل کیا ہے۔

عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں: '' كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِّنَ الْأَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلَاةِ ''

'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نماز کے علاوہ کسی عمل کے ترک کرنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے'' اسے ترمذی اور حاکم نے

روایت کیا ہے اور صحیحین کے شرط کے مطابق اسے صحیح قرار دیا ہے۔[ترمذی (۲۵۴۶)، مستدرک حاکم (۱۲)].

اور معروف ومشہور امام اسحٰق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے کہ تارک نماز کافر ہے، اور اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک اہل علم کی یہی رائے رہی ہے کہ بنا عذر جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والا یہاں تک کہ اس کا وقت نکل جائے کافر ہے۔

اور ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ عمر، عبدالرحمٰن بن عوف، معاذ بن جبل، ابو ہریرہ ودیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہی چیز مروی ہے، کہتے ہیں: ہمارے علم کی حد تک صحابہ میں سے کوئی ان کا مخالف نہیں، ابن حزم سے منذری نے (الترغیب والترہیب) میں نقل کیا ہے اور صحابہ میں سے عبد اللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس، جابر بن عبداللہ اور ابو درداء

رضی اللہ عنہم کے ناموں کا اضافہ کیا ہے۔فرمایا غیر صحابہ میں احمد بن حنبل ، اسحٰق بن راہویہ ، عبد اللہ بن مبارک ، نخعی ، حکم بن عتیبہ ، ایوب سختیانی ، ابو داود طیالسی ، ابو بکر بن أبی شیبہ اور زہیر بن حرب رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم اسی کے قائل ہیں۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ان دلیلوں کا کیا جواب ہے جس سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو تارک نماز کو کافر نہیں کہتے؟

تو ہم جواب میں کہیں گے کہ ان دلیلوں میں یہ چیز نہیں ہے کہ تارک نماز کی تکفیر نہ کی جائے ، یا وہ مومن ہے ، یا وہ دوزخ میں نہیں جائے گا ، یا وہ جنتی ہے وغیرہ۔

اور جو شخص ان کی دلیلوں میں غور وخوض کرے گا وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ یہ پانچ اقسام سے خارج نہیں ہیں جو قائلین کفر کی دلیلوں کا معارضہ نہیں کر سکتے ہیں۔

پہلی قسم

حدیثیں ضعیف اور غیر صریح ہیں، استدلال کرنے والے نے اس سے تعلق جوڑنے کی کوشش کی ہے پر کوشش بے سود ہے۔

دوسری قسم

جس میں اصلاً مسئلہ کی دلیل ہی نہیں ہے. جیسے ان میں سے بعض کا اللہ تعالی کے اس قول سے استدلال کرنا:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَن يَّشَاءُ﴾

''یقیناً اللہ تعالی اپنے ساتھ شرک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور جو اس سے کمتر ہو اسے بخش دیتا ہے جس کے لئے چاہے'' [سورۂ نساء (۴۸)].

کیونکہ ﴿مَا دُونَ ذٰلِكَ﴾ کا معنی ہے جو اس سے

کمتر ہو، اس کا معنی یہ نہیں ہے (اس کے علاوہ) اس کی دلیل یہ ہے کہ جس چیز کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول نے خبر دی ہے اس کی تکذیب کرنے والا ایسا کافر ہے جس کی بخشش نہیں، جب کہ اس کا گناہ شرک نہیں ہے۔

اور اگر ہم یہ تسلیم کر بھی لیں کہ ﴿مَا دُونَ ذٰلِكَ﴾ کا معنی اس کے علاوہ ہے تو یہ عام مخصوص کے باب سے ہوگا جو شرک اور کفر کے علاوہ ملت سے خارج کر دینے والے نصوص سے مخصوص ہے، اور ان گناہوں میں سے ہوگا جس کی بخشش نہیں اگر چہ یہ شرک نہیں ہے۔

تیسری قسم

تارک صلاۃ کو کافر نہ کہنے والوں کی دلیل وہ عموم ہیں جو تارک صلاۃ کے کفر پر دلالت کرنے والی حدیثوں سے مخصوص ہیں، جیسے نبی ﷺ کا قول جس کے راوی معاذ

بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں:

"مَا مِنْ عَبْدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ إِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ"

"کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں مگر اللہ تعالی اس پر جہنم کو حرام کر دے گا"۔ [بخاری (۱۲۵) مسلم (۴۷)].

یہ ایک روایت کے الفاظ ہیں، اور اس حدیث کی طرح ابو ہریرہ، عبادۃ بن صامت اور عتبان بن مالک رضی اللہ عنہم سے بھی روایت مروی ہے۔

چوتھی قسم

عام ان چیزوں سے مقید ہے جس کے ساتھ نماز ترک کرنا ممکن نہیں۔

جیسے عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول: " فَإِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهَ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ "

''اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر دوزخ کو حرام کر دیا ہے جو لا إلہ إلا اللہ (اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے) کے ذریعہ اللہ کے چہرہ کا طلب گار ہو''۔[بخاری: کتاب الصلاۃ، باب المساجد فی البیوت (۴۰۷)، مسلم: کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب الرخصۃ فی التخلف عن الجماعۃ بعذر (۱۰۵۲)]۔

اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول: "مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ إِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ "

''نہیں ہے کوئی ایسا شخص جو سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے رسول ہیں مگر اللہ تعالیٰ اسے دوزخ پر حرام

کردے گا‘‘۔[بخاری (۱۲۵)].

توشہادتین کے اقرار کو اخلاص اور سچے دل کے ذریعہ مقید کرنا یہ اس شخص کو نماز چھوڑنے سے روکتا ہے، اس لئے کہ کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو اس میں سچا اور مخلص ہو مگر اس کی سچائی اور اس کا اخلاص نماز کی ادائیگی پر ابھارے گا، اور یہ ضروری ہے کیونکہ نماز دین کا ستون ہے، اور یہ بندے اور اس کے رب کے درمیان تعلق کو جوڑتی ہے، پس اگر وہ اللہ کے چہرے کے حصول میں سچا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسا کام کرے جو وہاں تک اس کی رسائی کر سکے، اور وہ اپنے اور رب کے درمیان آڑ پیدا کرنے والی چیز سے اجتناب کرے، اسی طرح جس نے صدق دل سے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں تو ضروری ہے کہ یہ سچائی اسے

اخلاص اور اتباع رسول کے ساتھ نماز پر ابھارے، کیونکہ یہ سچی شہادت کے مستلزمات میں سے ہے۔

پانچویں قسم

جو کسی ایسی حالت کے ساتھ مقید وارد ہے جہاں نماز چھوڑنے سے بندہ معذور سمجھا جاتا ہو۔

مثلاً وہ حدیث جسے ابن ماجہ نے حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"يُدْرَسُ الْإِسْلَامُ كَمَا يُدْرَسُ وَشْيُ الثَّوْبِ"

" اسلام اس طرح مٹ جائے گا جیسے کپڑے کا نقش مٹ جاتا ہے"۔ [ابن ماجہ: کتاب الفتن، باب ذھاب القرآن والعلم (۴۰۳۹)]۔

اور آگے اسی حدیث میں ہے "وَتَبْقَى طَوَائِفُ

مِّنَ النَّاسِ الشَّيْخُ الْكَبِيرُ وَالْعَجُوزُ يَقُولُونَ : أَدْرَكْنَا آبَاءَ نَا عَلَىٰ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَنَحْنُ نَقُولُهَا فَقَالَ لَهُ صِلَةٌ: مَا تُغْنِيْ عَنْهُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَهُمْ لَا يَدْرُوْنَ مَا صَلَاةٌ وَلَا صِيَامٌ وَلَا نُسُكٌ وَلَا صَدَقَةٌ فَأَعْرَضَ عَنْهُمْ حُذَيْفَةُ ثُمَّ رَدَّهَا عَلَيْهِ ثَلَاثًا كُلَّ ذٰلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ حُذَيْفَةُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِ فِي الثَّالِثَةِ فَقَالَ: يَا صِلَةُ تُنْجِيْهِمْ مِنَ النَّارِ ثَلَاثًا "

"اور لوگوں میں سے بوڑھے اور بوڑھیوں کی ایک جماعت باقی رہ جائے گی، وہ کہیں گے کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو کلمہ لا إلہ إلا اللہ کہتے ہوئے پایا تو ہم بھی اسے کہہ رہے ہیں، صلہ (بن زفر) نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: تو ان کا لا إلہ إلا اللہ کہنا ان کے لئے نفع بخش نہ ہوگا جب کہ انہیں یہ معلوم نہیں کہ نماز، روزہ، حج اور صدقہ کیا چیز ہے، یہ سن کر

ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ پھیر لیا، پھر صلہ نے تین بار اسے دہرایا اور ہر بار ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ اعراض کرتے رہے، پھر تیسری بار متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے صلہ! کلمہ لا إلہ إلا اللہ انہیں دوزخ سے نجات دلائے گا، تین بار فرمایا۔[ابن ماجہ: کتاب الفتن، باب ذھاب القرآن والعلم (۴۰۴۹)]۔

یہ لوگ جنہیں کلمہ (لا إلہ إلا اللہ) دوزخ سے نجات دلائے گا وہ شرائع اسلام کے چھوڑنے پر معذور ہیں کیونکہ انہیں اس کے بارے میں علم نہ تھا پس وہ اسے انجام بھی نہ دے سکے، یہ ان کی قدرت کی انتہا ہے اور ان کی حالت ان لوگوں کی حالت کے مانند ہے جو احکام کے فرض ہونے سے پہلے، یا اس کے کرنے پر قادر ہونے سے پہلے فوت ہو گئے ہوں، جیسے وہ شخص جس نے شہادتین کا اقرار کیا، اور اس سے پہلے کہ وہ شرعی احکام پر عمل کرنے کی قدرت

رکھے مر گیا یا کافروں کے ملک میں اسلام قبول کیا، اور شرعی احکام جاننے سے پہلے مر گیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو تارک نماز کے کافر ہونے کے قائل نہیں ہیں ان کے دلائل قائلین کفر کی دلیلوں کے بالمقابل ہیچ ہیں، کیونکہ جن سے ان لوگوں نے (جو تارکین نماز کے کافر ہونے کے قائل نہیں ہیں) استدلال کیا ہے وہ یا تو ضعیف اور غیر صریح ہیں یا اصلاً اس میں دلالت ہی نہیں پائی جارہی ہے، یا وہ کسی وصف کے ساتھ مقید ہیں جس کے ساتھ ترک نماز کو نہیں جوڑا جاسکتا یا وہ ایسی حالت کے ساتھ مقید ہیں جس میں نماز چھوڑنے کی وجہ سے بندہ معذور سمجھا جاتا ہے، یا وہ ایسی دلیلیں ہیں جو ادلۂ تکفیر کے ساتھ خاص ہیں۔

پس جب اس کا کفر واضح ہوگیا ایسی دلیل سے جو

معارضہ اور مخالفت سے صحیح وسالم ہے تو ضروری ہے کہ اس پر کفر اور ارتداد کے احکام مرتب ہوں کیونکہ لازمی طور پر وجود وعدم کے اعتبار سے حکم علت کے ساتھ گھومتا رہتا ہے۔

فصل ثانی

نماز وغیرہ کے چھوڑنے سے ارتداد پر مرتب ہونے والے احکام کے بیان میں۔

ارتداد پر دنیوی اور اخروی دونوں احکام مرتب ہوتے ہیں۔

بعض دنیوی احکام کا بیان

ا۔ سقوط ولایت:

جن چیزوں میں اسلام نے اس پر ولایت کی شرط

لگائی ہے ان چیزوں میں سے کسی بھی چیز پر اس کو ولی بنانا جائز نہیں ہے، اور اس بنیاد پر وہ اپنی نابالغ اولاد وغیرہ کا ولی نہیں بن سکتا اور نہ ہی وہ اپنی ولایت میں رہنے والی بیٹیوں اور ان کے علاوہ کی شادی کرسکتا ہے۔

فقہاء رحمۃ اللہ علیہم نے اپنی مختصر اور مطول کتابوں میں اس بات کی صراحت کی ہے کہ ولی کا مسلمان ہونا شرط ہے جب وہ کسی مسلمان عورت کی شادی کرائے، اور انہوں نے کہا ہے: کافر کو مسلمان عورت پر ولایت کا حق نہیں ہے۔

اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ (ولی مرشد کے بنا نکاح منعقد نہ ہوگا) اور سب سے بڑا اور اعلی رشد دینِ اسلام ہے اور سب سے بدترین اور ادنی درجہ کی حماقت کفر اور اسلام سے پھر جانا ہے، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ﴾

''دین ابراہیمی سے وہی بے رغبتی کرے گا جو محض بے وقوف ہو''۔ [البقرہ:١٣٠].

٢۔ اعزہ واقرباء سے وراثت کا سقوط:

کیونکہ کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوا کرتا اور نہ مسلمان کافر کا وارث ہوتا ہے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی حدیث کی وجہ سے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ كَافِرًا وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ ''

''نہ مسلمان کافر کا وارث ہوگا اور نہ کافر مسلمان کا وارث ہوگا''

اسے بخاری، مسلم اور ان کے علاوہ نے روایت کیا ہے۔[بخاری: کتاب الفرائض، باب لا یرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم (٦٢٦٧)

مسلم: کتاب الفرائض باب (فراغ) (۳۰۲۷)]۔

۳۔ مکہ اور حرم مکہ میں دخول کی حرمت:

اللہ تعالی کے فرمان کی وجہ سے ﴿يَـا أَيُّهَـا الَّـذِيْـنَ آمَـنُـوْا إِنَّـمَـا الْـمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا﴾

''اے ایمان والو! بیشک مشرک بالکل ہی نا پاک ہیں وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس بھی نہ پھٹکنے پائیں''۔[التوبہ:۲۸]۔

۴۔ اس کے ہاتھ کے ذبیحہ کی حرمت:

یعنی اونٹ، گائے، بکری وغیرہ جن کی حلت کے لئے ذبح شرط ہے۔

کیونکہ ذبح کے شروط میں سے ہے کہ ذبح کرنے والا مسلم یا کتابی یعنی یہودی یا نصرانی ہو، اور مرتد، مجوسی اور

ان جیسے لوگوں کا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔

امام خازن رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں رقم طراز ہیں: مجوس اور تمام مشرکین خواہ وہ عرب کے مشرکین ہوں یا (دیگر) بت پرست۔ اور جو اہل کتاب میں سے نہ ہوں ان کے ذبیحوں کی حرمت پر امت کا اتفاق ہے۔

اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میری علم کی حد تک کوئی اس کا مخالف نہیں مگر یہ کہ وہ بدعتی ہو۔

۵۔ مرنے کے بعد نماز جنازہ اور اس کے لئے مغفرت اور رحمت طلب کرنے کی حرمت۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ﴾

''ان میں سے کوئی مر جائے تو آپ اس کے

جنازے کی ہر گز نماز نہ پڑھیں، اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں یہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہیں اور مرتے دم تک بدکار بے اطاعت رہے ہیں''۔[التوبہ:(۸۴)].

اور اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَّسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ☆ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ﴾

''پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو یہ جائز نہیں ہے کہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا مانگیں، اگر چہ وہ رشتہ دار ہی ہوں، اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں۔ ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے دعائے مغفرت مانگنا وہ

صرف وعدہ کے سبب سے تھا جو انہوں نے اس سے وعدہ کر لیا تھا، پھر جب ان پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے محض بے تعلق ہو گئے، واقعی ابراہیم بڑے نرم دل اور بردبار تھے۔[التوبہ:۱۱۴]۔

اور آدمی کا اس شخص کے لئے مغفرت اور رحمت کی دعا کرنا جس کی موت کسی بھی نوعیت کے کفر پر ہوئی ہو دعا کرنے میں ایک طرح کی زیادتی، اور اللہ کے ساتھ مذاق ہے، اور نبی اور مسلمانوں کے راستہ سے ہٹنا ہے۔

اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے مومن کے لئے یہ کیسے ممکن ہو سکے گا کہ وہ اس شخص کے لئے مغفرت اور رحمت کی دعا کرے جب کہ وہ اللہ تعالی کا دشمن ہے؟ جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ

وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ ﴾

''جو شخص اللہ کا، اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبرائیل اور میکائیل کا دشمن ہو ایسے کافروں کا دشمن خود اللہ ہے''۔[البقرہ:۹۸].

اللہ تعالی نے اس آیت میں واضح کر دیا ہے کہ وہ سارے کافروں کا دشمن ہے۔

اور مومن پر واجب ہے کہ وہ سارے کافروں سے براءت ظاہر کرے، اللہ تعالی کے اس قول کی وجہ سے:

﴿ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ☆ إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ ﴾

''اور جب کہ ابراہیم نے اپنے والد سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو، بجز اس ذات کے جس نے مجھے پیدا

کیا اور وہی مجھے ہدایت بھی کرے گا‘‘۔[الزخرف:۲۶-۲۷]۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول:

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءَاؤُا مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ﴾

’’تمہارے لئے ابراہیم میں اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جب کہ ان سب نے اپنی قوم سے بر ملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کر تے ہو ان سب سے بالکل بیزار ہیں، ہم تمہارے (عقائد) کے منکر ہیں جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ‘‘۔[الممتحنۃ:۴]۔

اور اسی سے نبی کریم ﷺ کی اتباع متحقق ہوگی،

جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَأَذَانٌ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللّٰهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ﴾

''اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوگوں کو بڑے حج کے دن صاف اطلاع ہے کہ اللہ مشرکوں سے بیزار ہے اور اس کا رسول بھی''۔[التوبۃ:۳]

''اور ایمان کی مضبوط کڑوں میں سے ہے کہ تم اللہ کی رضا کے لئے محبت اور اللہ کی رضا کے لئے نفرت کرو، اور اللہ کی رضا کے لئے دوست بناؤ اور اللہ کی رضا کے لئے دشمنی اختیار کرو، تا کہ تمہاری محبت، اور تمہاری نفرت، تمہاری دوستی اور تمہاری عداوت اللہ عزوجل کی رضا کے تابع ہو جائے۔

۶۔ مسلمان عورت سے نکاح کی حرمت:

اس لئے کہ وہ کافر ہے اور قرآنی آیات واحادیث نبویہ نیز اجماع امت سے یہ ثابت ہے کہ کافر کے لئے مسلمان عورت حلال نہیں ہے، فرمان باری تعالی ہے:

﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَاتَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ﴾

"اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو تم ان کا امتحان لو، دراصل ان کے ایمان کو تو بخوبی جاننے والا اللہ ہی ہے، لیکن اگر وہ تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو اب تم انہیں کافروں کی طرف واپس نہ کرو یہ ان کے لئے حلال نہیں اور نہ وہ ان کے لئے حلال ہیں"۔ [الممتحنة (١٠)]۔

مغنی (۶/۵۹۲) میں ہے کہ: اہل کتاب کے علاوہ تمام کافروں کی عورتوں اور ان کے ذبیحوں کی حرمت کے بارے میں علماء کرام متفق ہیں، آگے صاحب مغنی لکھتے ہیں کہ: مرتدہ (اسلام سے خارج ہونے والی عورت) سے نکاح حرام ہے چاہے جس دین پر وہ ہو، کیونکہ اس کے لئے اس دین کا حکم ثابت نہیں ہوا جس دین کی طرف وہ خود اقرار کر کے منتقل ہوئی ہے، تو اس کا حلال ہونا بدرجۂ اولی ثابت نہ ہوگا۔

اور باب المرتد (۸/۱۳۰) میں کہتے ہیں: اگر وہ نکاح کرے تو اس کا نکاح صحیح نہ ہوگا کیونکہ اسے نکاح پر باقی نہ رکھا جائے گا اور جب نکاح پر باقی رکھنا صحیح نہیں تو انعقاد نکاح بھی صحیح نہ ہوگا، جس طرح کافر کا نکاح مسلمان عورت سے صحیح نہیں ہے۔

تو آپ نے ملاحظہ کیا کہ مرتدہ سے نکاح کی حرمت صراحت کے ساتھ بیان کی گئی ہے، اور مرتد کا نکاح صحیح نہیں ہے تو کیا حکم لاگو ہوگا اگر ارتداد شادی کے بعد حاصل ہو؟!

مغنی (۶/۲۹۸) میں ہے: جب میاں بیوی میں سے کوئی ایک مباشرت سے پہلے مرتد ہو جائے تو فورا نکاح فسخ ہو جائے گا، اور ان میں سے ایک دوسرے کا وارث نہ ہوگا، اور اگر ارتداد شب باشی کے بعد ہو تو اس بارے میں دو روایتیں ہیں:

۱۔ جلد سے جلد تفریق کر دی جائے۔

۲۔ عدت ختم ہونے تک انتظار کرے۔

اور مغنی (۶/۶۳۹) میں ہے کہ صحبت سے پہلے مرتد ہونے کی صورت میں اکثر اہل علم کے نزدیک نکاح فسخ ہو جاتا ہے، اور اس کی دلیل بھی بیان کی گئی ہے اور صحبت

کے بعد ارتداد کی صورت میں امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک فوراً نکاح فسخ ہوجاتا ہے، اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عدت ختم ہونے تک اسے ٹھہرایا جائے گا۔

اور یہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ میاں بیوی میں سے کسی ایک کے مرتد ہوجانے سے فسخ نکاح پر ائمہ اربعہ متفق ہیں، لیکن اگر ارتداد شب باشی سے پہلے ہوتو فوراً نکاح فسخ ہوجائے گا اور اگر ارتداد دخول کے بعد ہوتو امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک فوراً نکاح فسخ ہوجائے گا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عدت ختم ہونے تک انتظار کرے گی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ دونوں مذاہب کی مانند دو روایتیں مروی ہیں۔

اور مغنی (۶/۶۴۰) میں ہے کہ اگر میاں بیوی دونوں مرتد ہوجائیں تو ان دونوں کا حکم وہی ہے جب کہ ان دونوں

میں سے کوئی ایک مرتد ہو جائے ، اگر صحبت سے پہلے مرتد ہوئے تو فوراً جدائیگی کر دی جائے گی ، اور اگر صحبت کے بعد (مرتد ہوئے) تو دونوں روایتوں کی بنیاد پر کیا فوراً جدائیگی ہو جائے گی یا عدت گزرنے تک توقف کیا جائے گا؟ اور یہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے، پھر ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ استحساناً نکاح فسخ نہ ہوگا کیونکہ دونوں کا دین مختلف نہیں ہے تو یہ اس صورت کے مشابہ ہے جب دونوں اسلام لے آئیں ، پھر صاحب مغنی نے طرداً (۱) و عکساً (۲) ان کے قیاس کا رد کیا ہے۔

---

(۱) طرد: انتخاب میں باہم لزوم کو طرد کہتے ہیں یعنی جب حد (تعریف) ثابت نہ ہو تو محدود بھی ثابت نہ ہوگا۔

(۲) عکس: حکم مذکور کی نقیض کو دوسرے اصل کی طرف لوٹاتے ہوئے اسے مذکورہ علت کی نقیض کے ساتھ جوڑنے کو عکس کہتے ہیں، اور بعض حضرات کے بقول عدم علت کی بنیاد پر حکم کے مفقود ہونے کو عکس کہتے ہیں۔ التعریفات (۱/۴۹)]۔ از مترجم۔

اور جب یہ بات واضح ہوگئی کہ مرتد کا نکاح مسلمان سے کسی صورت میں صحیح نہیں ہے خواہ مرد ہو یا عورت، اور کتاب وسنت کی دلالت کا تقاضا بھی یہی ہے،اور کتاب وسنت کی دلالت اور عام صحابہ کے قول کے تقاضے سے بھی یہ واضح ہوا کہ تارک نماز کافر ہے،اور یہ بھی واضح ہوا کہ آدمی اگر نماز نہیں پڑھتا اور مسلمان عورت سے نکاح کیا تو اس کا نکاح صحیح نہیں ہے،اور اس عقد سے اس کے لئے عورت حلال نہ ہوگی ،اور جب وہ اللہ سے توبہ کر لے اور اسلام کی طرف لوٹ آئے تو اس پر تجدید عقد واجب ہے، اور اسی طرح یہی حکم ہے اگر عورت نماز نہ پڑھتی ہو۔

برخلاف کفار کے نکاح کے جوان کے کفر کی حالت میں انجام پائے ہیں، مثلا کافر مرد کافر عورت سے نکاح کرے پھر بیوی اسلام لے آئے ،پس اگر بیوی صحبت سے

پہلے اسلام قبول کرتی ہے تو نکاح (فورا) فسخ ہو جائے گا اور اگر اس کا اسلام صحبت کے بعد ہے تو نکاح فسخ نہ ہوگا بلکہ انتظار کیا جائے گا، پس اگر عدت ختم ہونے سے پہلے شوہر اسلام قبول کر لیتا ہے تو وہ اس کی بیوی ہے اور اگر اس کے اسلام لانے سے پہلے عدت ختم ہو جاتی ہے تو شوہر بیوی کا حقدار نہیں رہ جاتا کیونکہ یہ واضح ہے کہ جب عورت اسلام لائی اسی وقت اس کا نکاح فسخ ہو چکا ہے۔

اور کفار نبی ﷺ کے دور میں اپنی بیویوں کے ساتھ اسلام قبول کرتے تھے اور نبی ﷺ انہیں ان کے نکاح پر باقی رکھتے تھے مگر یہ کہ سبب تحریم باقی ہو، مثلا میاں بیوی مجوسی تھے اور ان کے درمیان ایسا رشتہ تھا جس کی بنیاد پر ایک کا دوسرے سے نکاح جائز نہ تھا تو جب یہ دونوں اسلام میں داخل ہوتے اسی وقت ان کے درمیان سبب تحریم

کے باقی رہنے کی وجہ سے تفریق کردی جاتی تھی۔

اور یہ مسئلہ اس مسلم کے مسئلہ کی طرح نہیں ہے جو ترک نماز کے سبب کافر ہوا پھر اس نے مسلمان عورت سے شادی کی کیونکہ مسلمان عورت نص اور اجماع کی وجہ سے کافر کے لئے حلال نہیں ہے، جیسا کہ پیچھے گزرا، اور اگر کافر اصلی ہو یعنی مرتد نہ ہو پھر بھی یہی حکم ہے، اسی لئے اگر کافر مسلمان سے نکاح کرے تو نکاح باطل ہے، اور ان دونوں کے درمیان تفریق واجب ہے، پس اگر شوہر اسلام لے آئے اور بیوی کی طرف لوٹنا چاہے تو وہ نئے سرے سے نکاح کے بغیر نہیں لوٹ سکتا۔

۷۔ مسلمان بیوی کے بطن سے پیدا ہونے والی بے نمازی کی اولاد کا حکم:

تو ماں کے تعلق سے (حکم یہ ہے کہ) بچے ہر حال

میں اس کے ہیں۔

اور شادی کرنے والے شخص کے تعلق سے تو ان لوگوں کے قول کی بنیاد پر جو تارک نماز کو کافر نہیں سمجھتے (حکم یہ ہے) کہ وہ بچے اپنے باپ کے ساتھ ہر حال میں ملحق رہیں گے کیونکہ اس کا نکاح صحیح ہے۔

اور ان لوگوں کے قول کی بنیاد پر جو تارک نماز کو کافر سمجھتے ہیں اور یہی درست بھی ہے جیسا کہ گزشتہ پہلی فصل میں اس کی تحقیق ہو چکی ہے، ہم دیکھیں گے:

☆ اگر شوہر نہیں جانتا ہے کہ اس کا نکاح باطل ہے یا وہ اس کا اعتقاد نہیں رکھتا ہے تو بچے اس کے ہیں جو اس کے ساتھ ملحق ہوں گے کیونکہ ایسی حالت میں اس کے اعتقاد کی روشنی میں اس کا جماع کرنا مباح ہے، پس یہ جماعِ شبہہ ہوگا اور جماع شبہہ سے نسب جوڑا جاتا ہے۔

☆ارتداد پر مرتب ہونے والے اخروی احکام☆

ا۔فرشتے ایسے شخص کو ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں، بلکہ ان کے چہروں اور سرینوں پر مارتے ہیں۔ارشادالٰہی ہے:

﴿وَلَوْ تَرَى إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ☆ ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ﴾

''کاش کہ تو دیکھتا جب کہ فرشتے کافروں کی روح قبض کرتے ہیں ان کے منہ پر اور سرینوں پر مار مارتے ہیں (اور کہتے ہیں) تم جلنے کا عذاب چکھو یہ بسبب ان کاموں کے جو تمہارے ہاتھوں نے پہلے ہی بھیج رکھا ہے''۔ [الأنفال: ۵۰-۵۱]

۲۔ اس کا حشر کافروں اور مشرکین کے ساتھ ہوگا کیونکہ وہ اسی میں سے ہے۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ☆ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ﴾

''ظالموں کو اور ان کے ہمراہیوں کو اور (جن) جن کی وہ اللہ کے علاوہ پرستش کرتے تھے (ان سب کو) جمع کر کے انہیں دوزخ کی راہ دکھادو''۔[الصافات (۲۲-۲۳)].

اور ازواج زوج کی جمع ہے جس کے معنی نوع کے ہیں یعنی ظالموں کو اور جوان کی مانند کافروں اور اہل ظلم سے تعلق رکھتے ہیں (دوزخ کی راہ دکھادو)۔

۳۔ ہمیشہ ہمیش جہنم میں ہوں گے۔

فرمان باری تعالی ہے:

﴿ إِنَّ اللّٰـهَ لَعَنَ الْكَافِرِيْنَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا☆ خَالِدِيْنَ فِيْهَا أَبَدًا لَّا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا☆ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَا أَطَعْنَا اللّٰهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴾

"بیشک اللہ تعالی نے کافروں پر لعنت کی ہے، اور ان کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے، جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے، وہ کوئی حامی و مددگار نہ پائیں گے، اس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے، (حسرت وافسوس سے) کہیں گے کہ کاش ہم اللہ تعالی اور رسول کی اطاعت کرتے" [ـ الأحزاب:٦٤-٦٥]

اور یہاں تک وہ بات مکمل ہوئی جس کا میں نے اس عظیم الشان مسئلہ میں ارادہ کیا تھا جس میں بہت سارے لوگ مبتلا ہیں۔

توبہ کا دروازہ ہر اس شخص کے لئے کھلا ہوا ہے جو توبہ کرنا چاہے، تو اے میرے مسلمان بھائی! اخلاص، گزری ہوئی (کوتاہیوں پر) ندامت، دوبارہ نہ کرنے کا عزم اور کثرت سے (اللہ کی) اطاعت کے ساتھ اللہ سے توبہ کرو۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحاً فَأُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا☆ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهٗ يَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ مَتَابًا﴾

''سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں، ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالی نیکیوں سے بدل دیتا ہے، اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے، اور جو شخص توبہ کرے اور نیک عمل

کرے وہ تو (حقیقتاً) اللہ تعالی کی طرف سچا رجوع کرتا ہے۔[الفرقان: ۷۰-۷۱].

اللہ تعالی سے اس بات کا طالب ہوں کہ وہ ہمارے کام میں ہمارے لئے راہ یابی کو آسان کر دے، اور ہم سب کو اپنی سیدھی اور سچی راہ دکھائے، ان لوگوں کی راہ جن پر اس نے انعام کیا ہے جیسے انبیاء صدیقین، شہداء اور نیک لوگ، ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا ہے اور نہ گمراہوں کی، یعنی وہ لوگ جو جہالت کے سبب راہ حق سے برگشتہ ہو گئے۔

بقلم: محتاج الٰہی

محمد الصالح العثیمین ۲۳/۶/۱۴۰۷ھ

فہرست

عناوین	صفحات
مقدمہ	۱
نماز چھوڑنے والے کا حکم	۴
تارک صلاۃ کے ملت اسلام سے......	۷
ملت سے خارج ہونے کی دوسری دلیل	۱۶
شارع نے جس وصف کا اعتبار کیا......	۲۲
ایسے وصف کا اعتبار جس پر حکم معلق نہ ہو	۲۴
کفر کی تعبیر میں فرق	۳۰
پہلی قسم	۳۶
دوسری قسم	۳۶
تیسری قسم	۳۷

عناوین	صفحات
چوتھی قسم	۳۸
پانچویں قسم	۴۱
سقوط ولایت	۴۵
اعزہ واقرباء سے وراثت کا سقوط	۴۷
مکہ اور حرم مکہ میں دخول کی حرمت	۴۸
اس کے ہاتھ کے ذبیحہ کی حرمت	۴۸
مرنے کے بعد جنازہ وغیرہ کی حرمت	۴۹
مسلمان عورت سے نکاح کی حرمت	۵۴
ارتداد پر مرتب ہونے والے اخروی احکام	۶۴
فہرست	۶۹
گزارش	۷۱

❁ گزارش ❁

پیارے اسلامی بھائیو اور بہنو! اگر آپ نے اس کتاب کو پڑھ کر استفادہ کر لیا ہے، تو پھر ہماری یہ گزارش ہے کہ آپ اسے اپنے عزیز واقارب کو ہدیہ دیدیجئے تاکہ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں؛ "کیونکہ ہدایت کی راہ دکھانے والے کو عمل کرنے والے کے برابر اجر وثواب ملتا ہے، اور دونوں کے اجر وثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی"۔ (مسلم)، اور اگر آپ ہماری دیگر مطبوعات سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو اسلامک سنٹر سُلی - ریاض کے اندر خوش آمدید کہتے ہیں، جو مخرج ۱۶ پر اسکانِ جزیرۃ کے شرق میں شارع ہارون رشید اور ابو عبیدہ بن جراح کے سگنل پر واقع ہے۔

یا آپ ہمیں درج ذیل ایڈریس پر خط بھیج سکتے ہیں، ان شاء اللہ ہم آپ کی خدمت کے لئے حاضر رہیں گے۔

المملكة العربية السعودية

ص ب : ١٤١٩ الرياض: ١١٤٣١

آپ کے اسلامی بھائی

منتظمین اسلامک سنٹر سلی - ریاض

حكم تارك الصلاة

تأليف

الشيخ محمد صالح العثيمين رحمه الله

ترجمة

قسم الجاليات بالمكتب

اردو ٠٣٠١٢٤٣

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالسلي

ص.ب/١٤١٩ الرياض/١١٤٣١ هاتف/٢٤١٠٦١٥ ناسوخ/٢٣٢-٢٤١٤٤٨٨

البريد الالكتروني/ sulay@w.cn